ریفرینس نمبر: NRL-0350 تاریخ: 27-08-2025

بغیر کاغذات والی گاڑی کی خرید وفروخت کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بغیر کاغذات کے بائیک خریدنا کیسا؟ قانونی طور بغیر کاغذات کے گاڑی چلانا یا استعمال کرنا ممنوع ہے بلکہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے اہلکار گاڑی کو بند بھی کر دیتے ہیں اور پھر قانونی چارہ جوئی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

گاڑی اگر چوری وغیرہ کی نہیں ہے بلکہ یہ اطمینان ہے کہ گاڑی کا اصل مالک ہی بائیک بیچ رہا ہے تو کاغذات کے بغیر بائیک بیچنا اور خریدنا شرعاً جائز ہے۔ کاغذات وغیرہ گاڑی کے توابع وملحقات میں ہوتے ہیں۔ کاغذات نہ ہونے سے اگرچہ گاڑی کی مارکیٹ ویلیو کم ہو جاتی ہے لیکن کاغذات کے بغیر بھی اسے استعمال کرنا اور نفع اٹھانا ممکن ہے یعنی کاغذات کے بغیر بھی بائیک مالِ متقوم ہے۔ لہذا اس کی خرید وفروخت شرعا جائز ہے۔ نیز اصل مالک سے کاغذات کے بغیر گاڑی کی خریداری کرنا کوئی قانونی جرم بھی نہیں ہے، لہذا اس اعتبار سے بھی عقدِ شرعی کرنے میں کوئی حرج نہیں پایا جاتا۔

البتہ یہ واضح رہے کہ گاڑی خرید لینے کے بعد اسے بغیر کاغذات بنوائے چلانے یا استعمال کرنے میں قانونی طور پر ممانعت ہو سکتی ہے۔ یہ ایک خارجی پہلو سے ممانعت ہے، اس سے عقد میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہاں جہاں یہ قانونی ممانعت ہے اور بغیر کاغذات کے گاڑی چلانے میں

پکڑے جانے اور اپنے آپ کو ذلت واہانت پر پیش کرنے کا پہلو ہو گا وہاں اس سے بچنا ہو گا؛ کیونکہ کسی بھی مسلمان کا اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا جائز نہیں ،لہذا بغیر کاغذات کے گاڑی کی خرید وفروخت اپنی جگہ درست ہے لیکن اس کے بعد اسے بغیر کاغذات کے استعمال کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "شرط المعقود علیه: کونه ۔۔۔مالا متقوما "ترجمہ: بیع کے جائزاور درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ **معقودعلیہ مالِ متقوم** ہو۔

(ردالمحتارعلی الدرالمختار، کتاب البیوع،جلد05،صفحہ58،دارالفکربیروت)

اسی میں **مال متقوم کی تعریف** کے حوالے سے مزید ہے کہ : "المراد بالمال ما یمیل إلیه الطبع ویمکن ادخاره لوقت الحاجة،۔۔۔والتقوم یثبت بها وبإباحة الانتفاع به شرعا "ترجمہ **مال** وہ ہوتاہے کہ جس کی طرف **طبیعت مائل** ہواور اسے وقت حاجت کے لیے ذخیرہ کرنا **ممکن** ہو۔ جبکہ **تقوم ، مالیّت** اور شریعت کے اس شے کو جائز الانتفاع (جس سے نفع اٹھانا جائز ہو)قرار دینے سے ثابت ہوتی ہے۔

(ردالمحتارعلی الدرالمختار، کتاب البیوع،جلد04،صفحہ501،دارالفکربیروت)

مبسوط للسرخسی میں ہے: "أن البیع لا یجوز إلا فیما هو مال متقوم، والمال ما یتمول، والتقوم به یکون منتفعا به، وسائر حیوانات الماء سوی السمک غیر مأکول اللحم، ولا منفعة لها سوی الأکل فلم یکن مالا متقوما، فإن کان شیئا له ثمن کجلود الحمر ونحوها فبیعه جائز؛ لأن هذا منتفع به بوجه حلال فیکون متقوما فیجوز بیعه. "ترجمہ: بیع صرف اسی چیز میں درست اور جائز ہے جو **مالِ متقوَّم** ہو۔ "مال" کی تعریف یہ ہے کہ جس چیز میں لوگوں کا لین دین رائج ہو (اور وہ اسے مال شمار کریں)،اور "متقوَّم "

ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے شرعاً کوئی مباح اور جائز نفع حاصل کرنا ممکن ہو۔ پانی کے تمام جانور، مچھلی کے سوا، حلال گوشت نہیں ہیں اور ان میں کھانے کے علاوہ کوئی دوسری قابلِ اعتبار منفعت بھی نہیں پائی جاتی، اس لیے وہ مالِ متقوَّم نہیں کہلائیں گے اور ان کی خرید وفروخت درست نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کی قیمت لگتی ہو اور اس سے کسی حلال طریقے سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو، مثلاً گدھوں کی کھالیں اور اس جیسی دوسری اشیاء، تو ان کی خرید وفروخت جائز ہے؛ کیونکہ ان میں مباح اور حلال نفع پایا جاتا ہے، اور یہی چیز ان کے مالِ متقوَّم ہونے کی دلیل ہے۔

(مبسوط للسرخسی، کتاب الصید، جلد11، صفحہ 255، دار المعرفۃ، بیروت)

بیع نامہ یا رجسٹری وغیرہ خرید وفروخت کی تکمیل کے لیے شرط نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی عقد درست رہتا ہے، فتاوی رضویہ میں **امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ** (سالِ وفات/1340ھ) فرماتے ہیں: ”بیع عقد لازم ہے بعد تمامی ہرگز بائع کو اختیار نہیں کہ دوسرے کے ہاتھ بیع کردے جب وہ بدست بکر بیچ چکا بیعنامہ لکھ دیا اس پر اپنے دستخط کر دئے، تو تمامی عقد میں اصلا کوئی شبہ نہ رہا۔ **رجسٹری نہ شرعاً ضرور نہ اسے تکمیل عقد میں اصلاً کچھ دخل، بلکہ شرعاً تو صرف ایجاب وقبول کا نام بیع ہے اگرچہ بیعنامہ بھی نہ لکھا جائے تو تنہا بیعنامہ بطریق معروف ومعہود لکھ کر دستخط کرنا مشتری کا اسے قبول کرلینا بھی عقد تام وکافی ہے،** اگرچہ زبانی الفاظ مقررہ خریدم وفروختم (میں نے خریدا، میں نے بیچا۔ ت) کا ذکر نہ آیا ہو۔“

(فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ96، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اصل چیز مبیع یعنی خریدی جانے والی چیز ہے اور وہی چیز مقصود بیع ہوتی ہے، اس کے توابع کے بغیر بھی عقد درست ہے۔ نہر الفائق شرح کنز الدقائق میں ہے: ”وبين القوسين عبارة كنز الدقائق: (ولا يدخل الطريق والمسيل) وهو موضع جريان الماء من المطر

ونحوه، (والشرب) وهو النصيب من الماء في بيع المسكين أو الأرض (إلا بنحو بكل حق) كالمرافق وكل قليل وكثير لأن هذه الأشياء تابعة من وجه من حيث أنها تقصد بالانتفاع بالمبيع دون عينها أصل من وجه من حيث أنها يتصور وجودها بدون المبيع فلا تدخل إلا بذكر الحقوق أو المرافق "ترجمہ: (اور راستہ اور پانی کے بہاؤ کی جگہ داخل نہیں ہوں گے) یعنی وہ جگہ جہاں بارش یا دوسرے پانی کا بہاؤ ہوتا ہے۔ (اور نہ ہی پانی کا حق) یعنی کھیت یا زمین کی آبپاشی کے لیے پانی کا حصہ، یہ سب کسی مکان یا زمین کی بیع (خرید و فروخت) میں شامل نہیں ہوں گے، (مگر اس وقت جب کہا جائے: 'جملہ حقوق کے ساتھ') جیسے مرافق اور ہر چھوٹی بڑی چیز کے ساتھ؛ **کیونکہ یہ چیزیں من وجہ تابع ہیں، اس حیثیت سے کہ ان کے ذریعے اصل مَبیع (خریدی جانے والی چیز) سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، لیکن دوسری حیثیت سے اصل نہیں ہیں؛ کیونکہ مَبیع ان کے بغیر بھی وجود رکھ سکتا ہے۔اس لیے یہ صرف اس وقت شامل ہوں گی جب بیع کے وقت خاص طور پر حقوق یا مرافق کا ذکر کیا جائے۔**

(نہر الفائق، کتاب البیوع، جلد 03، صفحہ 482، دار الکتب العلمیة)

Islamic Economics Centre (Lahore)

فی نفسہ چیز مال متقوم ہو لیکن خارجی امر کی وجہ سے ممانعت آجائے تو بھی اس کی خرید وفروخت فی نفسہ درست رہتی ہے اور اس کے سارے احکام نافذ قرار پاتے ہیں۔ فتح القدیر میں ہے: "وبين القوسين عبارة الهدايه: والبيع عند أذان الجمعة قال الله تعالى ﴿وذروا البيع﴾ (الجمعة: 9) ثم فيه إخلال بواجب السعي على بعض الوجوه.... (وكل ذلك يكره) أي كل ما ذكرناه من أول الفصل إلى هنا يكره أي لا يحل (لما ذكرناولا يفسد به البيع) باتفاق علمائنا حتى يجب الثمن ويثبت الملك قبل القبض (لأن الفساد في معنى خارج زائد لا في صلب العقد ولا في شرائط

الصحۃ)"ترجمہ: جمعہ کی اذان کے وقت (سے) بیع کرنا مکروہ ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اور بیع کو ترک کردو۔" پھر یہ کہ اس وقت بیع میں مشغول ہونا بعض صورتوں میں سعی والے واجب کی ادائیگی میں خلل انداز ہوگا۔اور یہ تمام بیوع یعنی جو فصل کے شروع سے یہاں تک بیان ہوئیں مکروہ ہیں یعنی ان کا کرنا حلال نہیں اس وجہ سے جو ہم نے پہلے بیان کی۔ البتہ باتفاقِ علماء ان صورتوں میں بیع فاسد نہیں ہوگی یہاں تک کہ خریدار پر ثمن کی ادائیگی واجب ہو جائے گی اور قبضہ کرنے سے قبل ہی وہ مبیع کا مالک بن جائے گا کیونکہ یہاں فساد نفسِ عقد یا شرائطِ صحت میں نہیں بلکہ ایک خارجی امر کی وجہ سے ہے۔

(فتح القدیر، کتاب البیوع، جلد06، صفحہ478، دار الفکر، بیروت)

مسلمان کا اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا جائز نہیں، مصنف عبد الرزاق میں روایت ہے کہ :"أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا ينبغي لمؤمن أن يذل نفسه"، قال: و كيف يذل نفسه؟ قال: "يتعرض من البلاء بما لا يطيق "ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے روا نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت پہ پیش کرے، صحابی رسول نے عرض کی کہ مسلمان اپنے آپ کو کیسے ذلت پہ پیش کرے گا؟ ارشاد فرمایا: ایسی مصیبت کے درپے ہو جس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

(مصنف عبد الرزاق، جلد10، صفحہ369، دار التأصیل)

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:" إذلال النفس حرام۔"ترجمہ: نفس کو ذلت پر پیش کرنا حرام ہے۔

(البنایۃ شرح الهدایۃ، کتاب النکاح، جلد05، صفحہ109، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "کسی ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً ناجائز ہو اور جرم کی حد تک پہنچے، شرعاً بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لیے جرم قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے کو سزا اور

ذلت کے لیے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔''

(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ192، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وقار الفتاوی میں ہے: ''مسلمان کو خلافِ قانون کوئی کام کرنا، جائز نہیں ہے، اس لیے کہ خلافِ قانون کام کرنے سے جب پکڑا جائے گا، تو پہلے جھوٹ بولے گا، اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا، رشوت سے بھی کام نہ چلا تو سزا ہو گی، جس میں اس کی بے عزتی ہے۔ مسلمان کوئی ایسا کام ہی نہ کرے جس سے جھوٹ بولنا یا رشوت دینا پڑے یا جس سے اس کی بے عزتی ہو۔''

(وقار الفتاوی، جلد01، صفحہ252، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

02ربیع الاول1447ھ/27اگست2025ء

الحمدللہ! اب آپ مرکز الاقتصاد الاسلامی (لاہور) کے ذریعے ماہر و مستند مفتیانِ کرام سے آفس میں تشریف لا کر یا آن لائن میٹنگ شیڈول کر کے اپنے کاروباری معاہدات (کاروبار، پارٹنرشپ، انویسٹمنٹ، مارکیٹنگ وغیرہ) کی شرعی راہنمائی (Sharia Guidance) کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔

LOCATION

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج IslamicEconomicCentre سے کی جا سکتی ہے۔

دارالافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.fatwaqa.com | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ

ای میل: iec.lhr@daruliftaahlesunnat.net

ایڈریس: 171، E-1 بلاک، فیضان نوری رضوی مسجد، جوہر ٹاون، لاہور